International Journal of Applied Research

ISSN Print: 2394-7500
ISSN Online: 2394-5869
Impact Factor: 5.2
IJAR 2019; 5(7): 119-121
www.allresearchjournal.com
Received: 01-05-2019
Accepted: 03-06-2019

Haidar Ali
At+ po. Lakri, Via.
Kishunpura, Dist Siwan,
Bihar, India

Sami Akhtar Ansari
Dept of Urdu, Z.A. Islamia
College, Siwan, Bihar, India

Correspondence
Haidar Ali
At+ po. Lakri, Via.
Kishunpura, Dist Siwan,
Bihar, India

المیہ کی تعریف موضوعات اور دائرہ اثر و نفوذ

Haidar Ali and Sami Akhtar Ansari

المیہ انگریزی لفظ کا بدل ہے، یہ بہت ہی وسیع المفہوم اور جامع لفظ ہے، دکھ درد، حزن و ایاس، اندوہ و غم اور ابتلا و آزمائش اور دیگر کیفیات غم پر اس اطلاق ہوتا ہے، یہ تو مسلم ہے کہ زندگی پھولوں کی سیج نہیں ہے بلکہ کانٹوں کا بستر ہے، رنج و غم اور مسرت و شادمانی دونوں اس کی فطرت میں ہیں لیکن غم کا جذبہ زیادہ قوی ہوتا ہے، اس لیے فطرت انسانی صدمات و مسائب کو بالعموم برداشت نہیں کرپاتی اور گردش مدام سے متاثر ہو کر نالہ شیون اور فریاد و فغان کے الفاظ اس کے لبوں پر جاری ہو جاتے ہیں، ایک شاعر چونکہ معاشرے کا حساس ترین طبقہ ہوتا ہے، اس لیے وہ درد و غم کی کیفیات سے کچھ زیادہ ہی اثر قبول کرتا ہے، اور پھر لفظوں کے قالب میں اپنے جذبات واحساسات کو منتقل کر کے کچھ تسکین وطمانیت محسوس کرتا ہے، پھر تو جذبات و غم سے اس کو ایسا پیار ہو جاتا ہے وہ ہمیشہ اسی کی بانہوں میں کھیلتے اور مسکرانے میں لطف زندگی محسوس کرتا ہے شاید اسی لیے انگریزی کے مشہور رومانی شاعر شیلے نے کہا ہے کہ۔

(مرے شیریں ترین نغمے وہ ہیں جو ہمارے غم کی ترجمانی کرتے ہیں)

ایک اور انگریزی مفکر اینڈر نے کہا ہے کہ

یعنی شاعری غم کی بہن ہے یہی وجہ ہے کہ دنیا کے تمام شاعروں نے خواہ ان کا تعلق کسی بھی ادب سے رہا ہو، انہوں نے اپنی شاعری میں المیہ عناصر کو بڑی اہم جگہ دی ہے، اور اس کی وجہ سے ادب میں المیہ شاعری کا مرتبہ بہت بلند ہو گیا ہے، جس شاعر میں غم کا عنصر ہو گا وہ شاعری قارئین کو بے حد متاثر کرتی ہے، اس لیے یہ کہنے میں کوئی تکلف نہیں ہے کہ شاعری اور غمخواری، شاعری اور درد مندی، شاعری اور ادلگدازی ، شاعری اور انسان دوستی لازم و ملزم ہیں، دنیا کی عظیم شاعری کی تمام روایتوں کے پس منظر میں (فنا) کا ایک ایسا احساس و تصور محرک کے طور پر کار فرما رہا ہی جس نے شعری اسالیب کو رحم و ہمدردی کے جذبات کا مخزن بنا دیا ہے اور یہی خصوصیت معاشرتی زندگی میں بہتر تبدیلیوں کو برپا کرنے جذبہ عمل و فکر کو فروغ دیتی ہے، اور اسی وجہ سے شاعری بصیرت اور حیات آفریں قرار پاتی ہے، یہ حقیقت کسی سے پوشیدہ نہیں ہے، کہ شعری روایات، حیات انسانی کی سرگرمیوں سے غیر متعلق رہ کر تہذیب و تمدن کا حصہ نہیں بن سکتی، شعری و ادب کی دوسری تمام صنفوں کی طرح شاعری بھی شخص اور سماجی زندگی کے واقعات و حالات اور مشاہدات و تجربات سے روشنی اور توانائی حاصل کرتی ہے۔

ماضی کے ادراک، حال کی بصیرت اور مستقل کے شعور ہی کی وجہ سے شاعرانہ تعبیریں اور صداقتیں مورخانہ تحریروں سے الگ ہو جاتی ہیں، تاریخ کی صداقتیں، ماضی کے محفوظ واقعات و تجربات سے سر موانحراف نہیں کرتیں اور ان میں مورخ کے اپنے رد عمل کے اظہار کی گنجائش بھی نہیں ہوتی جبکہ شعری صداقتوں میں ماضی کی بصیرت بھی ہو جاتی ہے، حال کا شعور اور مستقبل کی آرومندی بھی فرق کو سطور ذیل میں واضح کیا ہے۔

ارسطو نے اپنی شہرہ آفاق تصنیف (شعریات) میں المیہ کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے (المیہ ایک ایسے عمل کی نمائندگی ہے جو سنجیدہ، توجہ کے لائق، بذات خود مکمل اور ایک خاص حجم کا حاصل ہو، اس کی زبان ہر طرح کے ضائع و بدائع سے مزین ہوتی ہے جو ڈرامے کے مختلف حصوں میں ان کی مناسبت سے استعمال ہوتے ہیں اس کی ہیت بیانیہ نہیں بلکہ عملیہ ہوتی ہے اور یہ درد

کیے جائے تو ہم اس پکے پھوڑے کی طرح پک رہے ہوتے جس کی مثال ارسطو کے ضمن میں دی ہے اس لیے شاعری میں المیہ اظہار کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا،اس بات کو ہم منتخب مثالوں کے ذریعہ روشن کریں گے۔

مدت ہوئی گھٹ گھٹ کے ہمیں شہر میں مرتے

واقف نہ ہوا کوئی اس اسرار سے اب تک

اس شعر میں بھی المیہ اظہار موجود ہیں ایک طرف شاعر کا گھٹ گھٹ کر مرنا اور دوسری طرف اس کے گھٹ گھٹ کے مرنے سے کسی کا واقف نہ ہونا یہ دوسرا المیہ ہے جسے میرؔ نے بڑی غمناکی کے ساتھ ظاہر کیا ہے،اسی طرح ان کا مشہور شعر ہے۔

شام ہی سے بجھا سا رہتا ہے

دل ہوا ہے چراغ مفلس کا

اس میں زبردست المیہ اظہار موجود ہیں، میرؔ چونکہ المیہ شاعری کی رعایت کے نمائندہ ترین شاعر ہیں اس لیے اپنے مبحث کو روشن کرنے کے لیے سب سے زیادہ مثالیں میرؔ کے یہاں سے پیش کی جا سکتی ہیں۔

آگے چل کر ہم اس قبیل کی شاعری میں ہم میر تفصیل سے گفتگو کریں گے، یہاں صرف یہ بتانا مقصود ہے کہ کسی طرح میرؔ کی سچی المیہ شاعری شروع ہی سے فلسفہ غم کی نمائندگی کرتی رہی ہے، ہم نے یہاں میرؔ کی شاعری سے چند مثالیں پیش کی ہیں، لیکن ہماری شعری روایت میں اس طرح کی بے شمار مثالیں موجود ہیں ذیل کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

اس چشم رشک بار سوں میری عجب نہ کر

سینے کا داغ تجھ کو دکھایا نہیں ہنوز

گریاں ہے ابر چشم میری اشک بار دیکھ

اے برق بے قرار جب وہ گل باغ وفا

رشک کرتے ہیں مکاں گوشہ داماں میں آ

ولیؔ

نمائندہ شعروں کے نقل کرنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ بتایا جا سکے کہ ہماری شاعری ہی سے المیہ روایت حاوی اور نافذ رہی ہے اس روایت کے بغیر ہماری شاعری ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھ سکتی۔

المیہ ہر زبان کی شاعری میں موجود ہے لیکن اردو میں اس کی روایت بہت توانا ہے اور ہمارے یہاں المیہ شاعری کثرت سے موجود ہے، کچھ شاعروں نے تو اپنے آپ کو اس شاعری کے لیے وقف کر دیا ہے ان میں میرؔ دردؔ فانیؔ اور فراق کے نام نمایاں ہیں، اگلے باب میں ہم ان شاعروں پر تفصیل سے گفتگو کریں گے یہاں صرف یہ بتانا مقصود ہے کہ اس نوع کی شاعری کے ذریعے ہم کسی طرح اپنے نفس کا تزکیہ کرتے ہیں،اور بعض صورتوں میں یہ شاعری کسی طرح ہماری روح کو روشن کرتی ہے۔

اس طرح ارسطو کے ٹریجڈی کے نظریہ پر اس گفتگو میں ہم یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ خوف و دردمندی کے جذبات کسی طرح انسان کو سکون و طمانیت سے ہمکنار کرتے ہیں، جو اشعار ہم نے یہاں پر مثالاً نقل کیے ہیں ان کا مجموعی تاثر پڑھنے والے کو اسی کیفیت سے روشناس کراتا ہے، اس طرح یہ کہنا غلط نہ ہو گا کہ شاعری المیہ اظہار ہماری ذات کی تکمیل مندی اور خوف کے ذریعے ان جذبات کی اصلاح اور مناسب تنقید کرتا ہے)

ارسطو کی اس ساری بحث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ المیہ ضروری کیوں ہے،

ارسطو کی المیہ کی بحث کو سمجھنے کے لیے ہم شہرہ آفاق اصلاح کتھارس کو سامنے رکھنا ہوگا، موجودہ مفکرین اور شارحین کی رائے یہ ہے کہ ایک طبّی اصطلاح ہے اور چونکہ ارسطو خود ایک طبیت تھا اس لیے یہ قیاس کیا جا سکتا ہے کہ اس کے ذہن میں اس لفظ کا طبّی مفہوم بھی رہا ہوگا، طبّی مفہوم کے نقطہ نظر سے اس اصطلاح کا مخصوص عمل اور صحت مند صورت کا حال پیدا کرنا ہے جو فاسد مادے کے اخراج کے بعد جسم میں رونما ہوتی ہے۔

لیوکس کے بقول ہم کہہ سکتے ہیں کہ المیہ نامناسب یا ضرورت سے زیادہ جذبات کا اخراج کر کے قاری یا ناظر کی تطہیر کرتا ہے شاعری میں المیہ کے بیان سے مراد شاعر کی ان جذبات و احساسات کا اظہار ہے جو غم انگیزی اور الم آمیزی سے عبارت ہیں، عام طور پر یہ وہ جذبے ہوتے ہیں جن کو عملی زندگی میں شاعر پورا نہیں کر پاتا اس کے اظہار سے گویا اسے ایک نوع کا سکون ملتا ہے، اسے یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ شاعر اس طور پر عمل کی دنیا کی تشنگی کو فن کی دنیا میں پورا کرتا ہے، اور اس طرح وقتی طور پر اسے ان اذیتوں سے نجات مل جاتی ہے جن سے وہ حقیقتاً دوچار ہیں۔

بوطیقا: ارسطو ترجمہ فاروقی، ناشر ترقی اردو بورڈ دہلی 1978ء ص 55

تما ادبیات عالم میں شاعری میں غالباً انگریزی جذبوں کو بیان کرنے کا سبب یہی ہے، اور اردو شاعری میں شروع سے ہی جذبہ غم کی نمائندگی سب سے زیادہ کی گئی ہے اسی لیے اردو شاعر المیہ موضوعات سے بھری ہوئی ہے، ہماری شاعری کا اسی فیصد حصہ اس نوع کی شاعری سے متعلق ہے غالباً اس کا سبب یہ ہے کہ ہم ان موضوعات کے ذریعے اپنی محرومیوں اور نارسائیوں کا ازالہ کرتے ہیں اور یہی نہیں ہمارے وہ جذبے بھی ارتقئی شکل اختیار کرتے ہیں، جو فطری اور جبلی جذبے ہیں لیکن جن کو سماجی بندشوں کی بنیاد پر پورا نہیں کیا جا سکتا ہے۔

آگے چل کسر ہم منتخب مثالوں کے ذریعہ یہ واضح کرنے کی کوشش کریں گے المیہ اظہار کیوں ضروری ہے اور شاعری موجود ہے اور یہ شاعری ایک زمینی انسان ہے جو ہنستا بھی ہے اور روتا بھی ہے، جس کا دلدادہ بھی ہے اور جسم کا طالب بھی۔

مصائب اور تھے پر دل کا جانا

عجب ایک سانحہ سا ہو گیا

میر دوسری طرف وہ یہ بھی کہتے ہیں:۔

میر ان نیم باز آنکھوں میں

ساری مستی شراب کی سی ہے

پھر کہتے ہیں:۔

بار بار اس کے در پر جاتا ہوں

حالت اب اضطراب کی سی ہے

محبوب کے در پر مہر کو بار بار لے جانے والی سعی دراصل محبوب کی وہ نیم باز آنکھیں ہیں جن میں شراب کی سی مستی موجود ہے عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اردو کی حزنیہ شاعری انسان کے تزکیہ نفس کا بہترین مثال ہے اگر ہماری شاعری میں اس طرح کے جذبے ظاہر نہ

میں اہم کردار کرتا ہے گویاالمیہ شاعری ہماری روحانی طہارت کے ساتھ ساتھ ہماری ذات
کی تکمیل کا باعث بھی ہے۔